سلسلہ وار

کاروانِ محمود

زرتعاون =/5 روپے

ترتیب و تدوین

مولانا ابو حماد عبد الوحید اشرفی

مجلس مشاورت

مولانا محمد عابد ● محمد ہاشم عباسی ایڈووکیٹ

محمد عرفان شجاع ● حافظ محمد ابوبکر فہیم الدین

ملنے کے پتے

دار القرآن والترتیل
۱۲-لٹن روڈ مزنگ لاہور

دار العلوم عینیہ
صوفیہ آباد لاہور

مکتبہ قاسمیہ
الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

صفہ ٹرسٹ
موہنی روڈ لاہور

مکتبہ الحسن
اردو بازار لاہور

قاری عطاء اللہ محمود
کوچہ [illegible]

اقرأ کمپنی
غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور

دار الکتاب
غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور

الصلاح ایڈورٹائزر
اردو بازار لاہور

مکتبہ زکریا
اردو بازار لاہور

رابطہ کے لیے

0321-4044602, 0344-4445065, 0331-0070580

احساس

- جمعیت علماء اسلام کی بلدیاتی پیش رفت
- تجدید رکنیت مہم
- سلسلہ وار "کاروانِ محمود"

بحمدہ تعالیٰ سلسلہ وار کاروان محمود کا آٹھواں ٹریکٹ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ملک کی صورت حال عمومی حوالہ سے کو انتہائی کرب ناک ہے۔ دینی قوتوں کے لیے حالات انتہائی نامساعد ہیں اس کے باوجود ملک کے سب سے بڑے جغرافیائی صوبے بلوچستان میں جمعیۃ علماء اسلام نے بلدیاتی انتخابات کا معرکہ سر کیا ہے۔ ۹۶۴ کامیاب نمائندگان کے ساتھ بلدیاتی انتخابات کے گوشوارہ میں جمعیۃ علماء پہلے نمبر پر ہے جس کے لیے بجا طور مولانا محمد خان شیرانی اور صوبائی قیادت خراج تحسین کی مستحق ہے۔ امید ہے خیبر پختونخوا میں جمعیۃ کامیابی کے اس تسلسل اور مقام کو ان شاء اللہ برقرار رکھے گی۔ صوبہ سندھ میں جماعتی احباب شبانہ روز محنت سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں ان کی کامیابی کے لیے ہم دعا گو ہیں۔ پنجاب میں بہت سے احباب، مختلف علاقوں سے انتخابی میدان میں اترے ہیں۔ ان کی کوششیں بھی قابل ستائش ہیں۔

۲۵ نومبر ۲۰۱۳ء سے پشاور میں جمعیت علماء اسلام کی رکنیت سازی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ حسب روایت کارکنان کا جوش وجذبہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ ملک گیر سطح پر جماعتی احباب رکنیت کی تجدید کریں گے۔ اور اس کے ذریعے جماعت کی دعوت کو نئے لوگوں تک پہنچانے کا اہتمام کریں گے اور آخری مرحلہ میں انٹرا پارٹی انتخابات کے ذریعے نئی قیادت سامنے آئے گی۔ جمعیت علماء اسلام میں انٹرا پارٹی الیکشن کا یہ سلسلہ ۱۹۵۴ء سے جاری ہے۔

ع یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

جمعیت علماء اسلام ایک نظریاتی جماعت ہے اور کسی بھی نظریاتی جماعت کے کارکنان کے لیے جماعتی لٹریچر کی اہمیت بیان کی محتاج نہیں ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر امیر لاہور قاری شاء اللہ صاحب کی دعا سے کاروان محمود کا آغاز کیا گیا۔ ابتداءً چند احباب کی مساعی سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ اب قدرے وسیع دائرہ میں پھیل چکا ہے۔ اس سلسلہ میں مدیر اعلیٰ ماہنامہ نقابت لاہور جناب مولانا عبد الوحید اشرفی اور حافظ محمد ابوبکر شیخ (ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ الجمعیۃ راولپنڈی) کی سرپرستی اور توجہات متواتر کاروان محمود کی اشاعت میں شامل رہیں۔ دعا ہے کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ اشاعت جاری رہے۔ (آمین)

والسلام

محمد عرفان شجاع

صفہ ٹرسٹ لاہور

دستور پاکستان کے مخالف عناصر

ایک طبقہ غدار ؟ دوسرا کیسے وفادار

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کا جامعہ حمادیہ منزل گاہ سکھر کے جلسہ عام سے خطاب

(خطبہ مسنونہ کے بعد) جناب صدر محترم، اکابر علماء کرام، بزرگان ملت، میرے دوستو اور بھائیو اجامعہ حمادیہ منزل گاہ کے اس عظیم الشان اجتماع کی کامیابی پر میں جامعہ کے تمام منتظمین و کارپردازان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد ہالیجوی صاحب رحمہ اللہ کا ایک شاہکار ہے اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھے اور حضرت مرحوم کے لئے اس کو صدقہ جاریہ فرمائے۔

میرے محترم دوستو! میں شکر گزار ہوں کہ معمول کے مطابق دستار فضیلت کے اس سالانہ اجتماع میں مجھے شرکت کی دعوت دی گئی۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے یہاں قوم کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں تعلیم مکمل کر کے انہیں سند حدیث دی جاتی ہے انہیں دستار فضیلت باندھی جاتی ہے یہ مدارس کا امت پر احسان ہے۔ ہر مسلمان کا یہ دعویٰ ہے کہ میرا دین برحق ہے اسلام سچا دین ہے اسلامی امت کے اندر بڑے بڑے عالم ہیں بہت اعلیٰ اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں کوئی صدر مملکت ہے کوئی ملک کا وزیر اعظم ہے کوئی افواج پاکستان کا سپہ سالار ہے کوئی چیف جسٹس ہے کوئی بہت بڑا ڈاکٹر ہے بہت بڑا انجینئر ہے وکیل ہے لیکن جب وہ مسلمان ہے تو اس کا یہ عقیدہ ہے کہ میرا دین برحق ہے اور میں صحیح راستے پر ہوں لیکن اس کی سچائی کے دعوے پر دلیل کیا ہے؟ اس کے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ حق پر ہے؟ مجھ سے ایک مرتبہ ایک ہندو نے پوچھا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ اسلام سچا دین ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ ہندو مت سچا دین ہے آپ کا دعویٰ کیوں سچا ہے اور میرا دعویٰ کیوں سچا نہیں ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ میں بھی اپنے دین کی سچائی پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ کو بھی یقیناً اپنے مذہب پر یقین ہوگا کہ وہ سچا دین ہے اس نے کہا: ہاں! تو میں نے کہا میرے اور آپ کے درمیان ایک چیز قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ سچ کی تلاش آپ کو بھی ہے اور سچ کی تلاش مجھے بھی ہے میں بھی سچ کا ساتھی ہوں، آپ بھی سچ کے ساتھی ہیں۔ اس نے کہا: یہ ٹھیک ہے میں نے کہا میرا اور آپ کا اس پر اتفاق ہے کہ پوری کائنات میں اللہ کا وجود اور اللہ کی ذات سے بڑھ کر تو کوئی سچائی نہیں۔ اس نے کہا: یہ بھی ٹھیک ہے میں نے کہا: اب آج میرے اور آپ کے سامنے آپ کا مذہب بھی ہے اور میرا مذہب بھی ہے میں سند کے ذریعے ثابت کر سکتا ہوں کہ میرے پاس جو علم ہے میرے پاس شریعت کا جو مسئلہ ہے میرے پاس میرے عقیدے کی جو تفصیل ہے وہ میں سند کے ساتھ ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ اللہ تک پہنچتا ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، سند کی بنیاد پر ثابت کروں گا کہ یہ اللہ کی طرف سے مجھے ملا ہے۔ میں نے کہا آپ کے پاس سند ہے آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ جو آپ کہہ رہے ہیں وہ واقعتاً اللہ کی طرف سے ہمارے تک پہنچا ہے؟ کہا: یہ تو آپ نے بڑی اہم بات چھیڑ دی اور اس پر تو بحث ہو سکتی ہے تو میں نے کہا کہ: آپ ان شاء اللہ اس موضوع پر ہمارے ساتھ بحث نہیں کر سکیں گے۔

میرے محترم دوستو! ان مدارس کا احسان ہے کہ جس نے ہر مسلمان کو اس کی شریعت کیلئے اور شریعت پر ایمان کیلئے سند مہیا کر دی ہے اور کسی بھی مسلمان کو کسی محاذ پر ایسے امتحان کا سامنا کرنا پڑے تو مدرسے کی طرف آ کر ایک شیخ الحدیث سے ایک فقیہ سے ایک عالم دین سے یہ پوچھ سکتا ہے کہ یہ حدیث ہمیں کہاں سے ملی ہے؟ یہ مسئلہ ہمیں کہاں سے ملا ہے؟ یہ سب سے بڑا احسان اس مدرسے کا پوری امت پر کہ آج 15 سو سال گزر جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

لیکن میرے محترم دوستو! دین اسلام ہمیں ایک زندگی بتلاتا ہے دین اسلام ہمیں ایک نظام حیات عطا کرتا ہے اور دین اسلام انسانیت کو ایک نقطے پر مجتمع کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ: تمہاری نظر میں ریاست کس چیز کا نام ہے؟ اور بڑے اہم فورم پر مجھ سے یہ سوال کیا گیا، پڑھے لکھے لوگوں کے بیچ میں۔ میں نے ان سے کہا کہ: اللہ رب العزت نے جب انسان کو پیدا کرنے کا اعلان کیا اور ارادہ ظاہر کیا کہ میں انسان کو پیدا کرنے والا ہوں تو یہ نہیں فرمایا کہ میں انسان کو پیدا کرنے والا ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انی جاعل فی الارض خلیفۃ "میں زمین میں نائب پیدا کرنے والا ہوں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔" تو لفظ خلافت جب آئے گا تو خلافت سے انسان کی انفرادی زندگی مراد نہیں ہوگی، خلافت سے انسان کی قومی اور اجتماعی زندگی مراد ہوگی۔ خلافت انسانوں کی اجتماعی زندگی کا تصور پیش کرتا ہے انسانی تاریخ میں سب سے پہلے ارسطو نے یہ نظریہ پیش کیا کہ ریاست انسانوں کے مل جل کر رہنے کا نام ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے وہ شہری زندگی اختیار کرتا ہے ایک قومی زندگی اختیار کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب ہم نے مل جل کر رہنا ہے شہروں میں رہنا ہے دیہاتوں میں رہنا ہے گلیوں میں رہنا ہے اور جانوروں کی طرح جنگلوں میں نہیں رہنا، پہاڑوں میں نہیں رہنا، بلکہ ایک وحدت کیساتھ رہنا ہے تو پھر اس کا ایک نظام بھی ہونا چاہیے تاکہ ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق کو ادا کرے اور اس کے تحفظ کا نظام ہونا چاہیے" تو اس نے کہا کہ: پاکستان ایک ریاست ہے یا نہیں؟ میں نے کہا: پاکستان ریاست ہے اس معنی کہ یہاں ایک قوم رہتی ہے اس قوم کیلئے ایک آئین موجود ہے ایک قانون موجود ہے اس ملک کی اپنی جغرافیائی حدود ہیں۔ ایک مخصوص جغرافیہ کے اندر بسنے والی قوم اور اس قوم کے لئے ایک اجتماعی نظام، ایک آئین، ایک دستور اسلام اس جامعیت کا نام ہے اسلام اس تصور کا نام ہے" تو پھر مجھے کہتا ہے کہ: بندوق کے زور سے اسلام کا مطالبہ کرنا بھی جائز ہے؟ میں نے کہا کہ: "اگر میں بندوق کے ذریعے اسلام کے مطالبے کا قائل ہوتا تو پھر میں خود بھی ان کی صفوں میں بیٹھا ہوتا، میں تو پارلیمنٹ میں ہوں میں تو جمہوری اداروں میں ہوں، قانون ساز اداروں میں ہوں اور ہم ایک سیاسی عمل کے ذریعے ملک میں آئین اور قانون کی پاسداری اور عملداری چاہتے ہیں۔ لیکن میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں آئین کو نہیں مانتا، ایک شخص کہتا ہے میں قانون کو نہیں مانتا، ایک شخص کہتا ہے کہ میں عدلیہ کو نہیں مانتا، ہم سب کا اتفاق ہوتا ہے کہ پھر یہ باغی ہے یہ ریاست کا انکار کر رہا ہے۔ لیکن اگر ریاست کو ماننے والا ریاست پر یقین رکھنے والا، ریاستی اداروں سے تعلق رکھنے والا ملک کے آئین کا حلف اٹھانے والا، آئین سے وفاداری کا حلف اٹھانے والا، پاکستان کے 67 سال ہو گئے بنے ہوئے دستور پاکستان کے 40 سال ہو گئے بن گیا اور جب پاکستان بنا تو اسمبلی نے پاس کیا کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ رب العالمین کی ہوگی اور جمہور اپنے نمائندوں کی وساطت سے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاریں گے اور حکومت اللہ کی نیابت کی ذمہ داری سنبھالے گی۔ یہ پاکستان کا نظریہ طے ہوا، ہمارا آئین کہتا ہے کہ اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا۔ آخر کوئی تو مجھے بتائے کہ 67 سال سے لے کر آج تک پاکستان کو اس پٹڑی سے کون اتار رہا ہے؟ چالیس سال سے دستور پاکستان کے مطابق اسلامی قانون سازی نہیں ہو رہی، اسلامی نظریاتی کونسل ایک ریاستی ادارہ ہے لیکن ان کی سفارشات پر قانون سازی نہیں ہو رہی۔ اس ملک کو ہمارا اگر کوئی ریاست اداروں سے وابستہ لوگ یا ہمارا کوئی ریاستی ادارہ اپنے راستے سے ہٹ جائے، اس سے منحرف کر دے۔ یہ کس زمرے میں آئے گا؟ صرف دلیل میں اٹھنے والی آواز، وہ تو مجرم ہو گئی، ان کی تو گردنیں اڑا دو۔ ان کے خلاف تو ریاست کی بندوق اٹھا لو اور ان کا قتل عام شروع کر دو۔ لیکن اگر پاکستان کا نظریہ طے ہو چکا ہے پاکستان کا عقیدہ طے ہو چکا ہے پاکستان کی اسمبلی نے اس پاکستان کے نظریے کا تعین کر لیا ہے اگر پاکستان کی پارلیمنٹ میں اس ملک کے نظریے کا تعین کر لیا ہے اسلام کو مملکت کا نظام قرار دے دیا ہے آج تک کون ذمہ دار ہے اس بات کا

کہ اس حوالے سے قانون سازی نہیں ہو رہی اس کو اس راستے پر چلنے نہیں دیا جا رہا لہٰذا اگر کوئی سیاسی ادارہ اس ملک کو اس نظریے سے منحرف کرنے کا مرتکب ہو رہا ہے تو وہ بھی اسی طرح باغی قرار پائے گا، جس طرح ہم ردعمل میں بندوق اٹھانے والے ایک گروہ کو باغی اور غدار کہا کرتے ہیں۔ آپ پاک اور مقدس ہیں اسلئے کہ آپ کے پاس سیاسی قوت ہے۔ آپ اس ملک کے نظریئے سے ہمیشہ غداری کریں، آپ نے قسم کھا رکھی ہے کہ ہم نے اس ملک کی قوم کو متحد نہیں ہونے دینا

اللہ نے انسان کو اجتماعی زندگی دی ہے، قومی زندگی دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے وحدت امت کی دعوت دی ہے۔ تمام انسانیت کو ایک پلیٹ فارم پر بلایا، یہاں تک کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول نہیں کی، ان کو بھی دعوت دی۔ تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ان لوگوں کو بھی دعوت دی گئی کہ اگر آپ میرے دین کو قبول نہیں کر رہے، میرے قرآن کو قبول نہیں کر رہے، میری نبوت کو قبول نہیں کر رہے لیکن ایک اللہ پر تو آپ کا اور ہمارا ایمان ہے آیئے! اس نکتے پر اتفاق کر لیتے ہیں اور ایک وحدت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

آج دنیا میں مسلمانوں کو لڑایا جا رہا ہے، آج امریکہ اور عالمی قوتوں کی طرف سے اس کیلئے مخصوص ادارے بن چکے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں کو لڑایا جائے، کس طرح امت مسلمہ کو شیعہ اور سنی میں تقسیم کیا جائے اور جس طرح بین الاقوامی استعماری قوتیں امت مسلمہ کو تقسیم کرنے کی سازش کر رہی ہیں ہم بھی پاکستانی ہیں، ہماری آنکھیں بھی بند نہیں ہیں، ہمارے ملک کے اندر بھی سیاسی ادارے اس ملک کو مذہب اور فرقے کی بنیاد پر تقسیم بھی کرتے ہیں، تعصب بھی پیدا کرتے ہیں، ان کو آپس میں لڑانے کی بھی کوشش کرتے ہیں، یہ لوگ کیا واقعتاً اللہ کے اس دیئے ہوئے تصور سے وفادار ہیں یا تقسیم کر رہے ہیں کہیں؟ تاکہ مذہبی لوگ آپس میں لڑیں۔

تمام مذہبی جماعتیں کہتی ہیں کہ اسلام اس ملک کا نظام ہونا چاہیے، ایک قومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے لیکن اسکے باوجود ان کو اکٹھا نہ ہونے دو تاکہ ایک دوسرے کیخلاف کفر کے فتوے لگائیں تاکہ ایک دوسرے کے خون کو جائز سمجھیں، ایک دوسرے کی قتل و غارت گری کریں اور یہ مجتمع ہو کر سیاسی اداروں پر دباؤ نہ ڈال سکیں، جب آپس میں لڑیں گے تو دوسرے پہ دباؤ نہیں ڈال سکیں گے۔

ہمیں اگر دارالعلوم دیوبند نے سکھایا ہے تو یہی درس دیا ہے۔ دارالعلوم میں جمعیت علماء بھی ہے تو اس نے یہی نظریہ پیش کیا ہے، کتنا ظلم کرتے ہیں لوگ کہ ہمارے اکابر دیوبند کو ایک فرقہ تصور کرتے ہیں۔ جس مادر علمی نے اسلام کو ایک عالمگیر مذہب کے طور پر پیش کرنا چاہا، جس کے اکابر نے دین اسلام کو انسانیت کی آزادی کی تحریک پر اٹھایا، وطن عزیز کی آزادی کے نظریے کیساتھ قوم کو دعوت دی۔ آج ہم بڑی آسانی کے ساتھ اپنے اکابر اور اس سلسلے اور ان کے نظریئے کو ایک چھوٹے سے فرقے سے تعبیر کر لیتے ہیں۔ اگر ہم نے صحیح دیوبندی بننا ہے تو معاف فرمایئے! جمعیت علماء اور دارالعلوم لازم و ملزوم ہیں، ایک کو مانو اور دوسرے سے عداوت رکھو، یہ میری نظر میں دیوبندیت نہیں ہے، باقی آپ معاف فرمائیں مجھے۔

قوموں کو تقسیم کیا جاتا ہے، لڑایا جاتا ہے، ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ میں نے ایک موقع پر علماء کرام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری رہنمائی فرمائیں، میں ایک طالب علم ہوں، اللہ رب العزت فرماتے ہیں: قل هو القادر علىٰ ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم او من تحت ارجلكم او يلبسكم شيعا ويذيق بعضكم بأس بعض کہ لوگوں کو بتا دو کہ میں اس بات پر قادر ہوں کہ عذاب بھیجوں تمہارے اوپر، اوپر سے بھی، نیچے سے بھی اور تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دوں، اور پھر صرف تقسیم کرنا نہیں فرمایا، فرمایا: تقسیم کے بعد پھر تمہیں ایک دوسرے کی طاقت اور زور کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔" جب ہم گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں تو پھر طاقت بناتے ہیں، طاقت کو دوسرے فرقے کیخلاف استعمال کرتے ہیں، وہ قوت بناتا ہے وہ ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے۔ اب علماء کرام میری رہنمائی فرمائیں کہ آج امت کی جو مجموعی صورتحال ہے میں کسی ایک خاص جہت کی بات نہیں کر رہا، میں کسی خاص موضوع کی بات نہیں کر رہا ہوں، امت کی مجموعی صورتحال کے بارے میں جو آج ہمارے سامنے نقشہ ہے اس کو ہم جہاد کے زمرے میں لائیں گے یا اس کو ہم اللہ کے عذاب کے زمرے میں لائیں گے؟ کدھر جا رہی ہے سیاست اور ریاست کو چلانے والی سیاستیں، ریاستوں کے حکمران اور ان کے ادارے اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو پھر لڑا دیا۔ ہم نے ربیع الاول پر لڑا دیا، ہم نے محرم پر لڑا دیا، ہم نے پھر ایک دوسرے کی مسجدیں جلوا دیں، ہم نے پھر ایک دوسرے کی لاشیں گرا دیں اور ہمارے ادارے اس کو کامیابی سمجھتے ہیں، پھر ایسی سیاست کو سیاست نہیں کہا جاتا۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک ایسی ریاست بنانا چاہتی ہے جہاں پاکستان کے عوام ایک قوم نظر آئیں۔ ہمارے درمیان نسل کے اعتبار سے فرق ہوگا، زبان کے اعتبار سے فرق ہوگا، علاقائیت کی بنیاد پر فرق ہوگا، صوبائیت کی بنیاد پر فرق ہوگا اور ہمارے اپنے اپنے حقوق ہوں گے لیکن ایک دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا یہ ایک قوم کی علامت ہے یا یہ کہ ایک دوسرے کے حقوق کو تسلیم کرنا اور ہر ایک کو اس کا حق حوالے کر دینا اس کا نام ایک قوم ہے۔

میں جب پچھلے دور پارلیمنٹ میں تھا تو مجھے کہا گیا، بلکہ پورے اجلاس میں ایک صاحب نے فرمایا کہ یہ ملک تب ترقی کرے گا اگر مذہب کو سیاست سے الگ کر دیا جائے، یہ ملک تب ترقی کرے گا اگر مذہب اور سیاست کا تعلق ٹوٹ جائے ورنہ ہم فرقوں میں بٹے رہیں گے اور لڑتے رہیں گے۔ تو میں نے بڑے ادب سے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ تقسیم اور باہمی جنگ و جدل کا سبب صرف فرقہ واریت تو نہیں۔ لسانی بنیادوں پر بھی فسادات ہوتے ہیں، علاقائیت کی بنیاد پر بھی فسادات ہوتے ہیں، چھوٹی قومیتوں کی بنیاد پر تو بھی فسادات ہوتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قیادت کیسے رہنمائی کرتی ہے۔ پاکستان میں مذہبی سیاسی قیادت بھی تمام مکاتب فکر میں موجود ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا نقطہ نظر ہو سکتا ہے لیکن اس کی قیادت نے پہلی دستور ساز اسمبلی کی قرارداد مقاصد اور 22 اسلامی نکات سے لے کر اس دور کے ایم ایم اے تک فرقہ وارانہ ہم آہنگی کیلئے کردار ادا کیا۔ ہاں معاشرے میں فرقہ پرست ہوا کرتے ہیں، وہ فرقہ پرست جب آپس میں لڑتے ہیں تو ان کی لڑائی یا تو کسی حکومت کی ضرورت ہوتی ہے یا ایجنسیوں کی ضرورت ہوتی ہے، تب یہ لوگ آپس میں لڑاتے ہیں، مذہبی قیادت نے کسی سطح پر بھی ان کی اس حوالے سے حوصلہ افزائی نہیں کی اور نہ ہی ایسی غلط رہنمائی کی لیکن قومیتوں کی بنیاد پر، لسانیت کی بنیاد پر، علاقائیت کی بنیاد پر قوم کو آپس میں لڑانے کی قیادت، میں نے کہا آپ حضرات کرتے ہیں جو یہاں پر سب یہاں بیٹھے ہو اگر نہیں ہونی چاہیے تو تمہاری سیاست نہیں ہونی چاہیے، اور اگر ہونی چاہیے تو ہماری سیاست ہونی چاہیے، جس نے ہمیشہ قوم کو ایک کرنے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ اس پر نام مذہب کا ہوتا ہے آج آپ دیکھ رہے ہیں پہاڑوں میں کتنے لوگ ہوں گے جن کو کبھی طالبان کہا جاتا ہے کبھی ان کو شدت پسند کہا جاتا ہے اور پوری دنیا میں پروپیگنڈہ کر رہے ہیں: یہ بڑے انتہا پسند ہیں، یہ بڑے شدت پسند ہیں، دیکھو! بندوق کے زور پر شریعت مانگتے ہیں، زبردستی مانگتے ہیں" آپ کو پہاڑوں میں وہ چند نوجوان تو نظر آتے ہیں لیکن پاکستان کے اندر تمام مکاتب فکر کی متفقہ قرارداد نظر نہیں آتی، آپ کو پاکستان کے اندر اتنی بڑی جمعیت علماء اسلام نظر نہیں آتی۔ آپ کو پاکستان کے اندر دیوبند مکتبِ فکر کے لاکھوں علماء کرام نظر نہیں آتے جو متفق ہو کر کہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں مسلح جدوجہد کے حق میں نہیں۔ ہم پاکستان میں آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے جدوجہد کے قائل ہیں۔ یہ لوگ آپ کیلئے دلیل کیوں نہیں ہیں اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کیلئے چند لوگ آپ کیلئے کیوں دلیل بن گئے ہیں اور پورے ملک کی متفقہ مذہبی قیادت اور ہر مکتبہ فکر کی قیادت جو اتفاق رائے سے پاکستان کے آئین کے وفادار ہیں، ریاست کے وفادار ہیں، قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ آپ کیلئے دین اسلام کے حوالے سے کیوں دلیل نہیں ہیں؟ اس کا حق یہ ہے کہ تم بدنیت ہو۔ اور میں تو کہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں کچھ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو بڑا لبرل کہتے ہیں لیکن جتنا لبرل ہیں اتنا

بقیہ صفحہ نمبر 7 پر

بحیثیت سربراہ
اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

مولانا محمد خان شیرانی کی خدمات

قاری عبدالرحمن قریشی

پاکستان کے متفقہ 1973ء کے آئین سازی کے موقع پر علماء کرام خصوصاً مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی اور دیگر علماء کی جدوجہد اور ان کی رہنمائی اور دور اندیشی نے مملکت خداداد پاکستان میں 10 سال کے اندر نفاذ اسلام کی عملی صورت کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل، اپنی جدوجہد سے معرض وجود میں لائی۔ نفاذ اسلام کے لئے ان رہنماؤں کی یہ تڑپ تھی جس کی وجہ سے اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام معرض وجود میں آیا اس سے پہلے 1956ء اور 1962ء کے آئین میں بھی اس قسم کی کونسل تشکیل دینے کے لئے کاوش کی گئی۔

1973ء کے دستور میں پارلیمنٹ کے لئے اسلامی قانون سازی کی سفارشات کے لئے ایک ادارہ تشکیل دیا گیا۔ جس کو اسلامی نظریاتی کونسل کا نام دیا گیا۔ یہ ادارہ ایک آئینی ادارہ ہے جس میں ملک کے جید علماء جدید تعلیم یافتہ قانونی ماہرین اور دیگر جدید علوم کے ماہرین ہوتے ہیں اس آئینی ادارہ کا سربراہ چیئرمین کہلاتا ہے جو حکومت کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ آئینی ادارہ ملک کی پارلیمان کے مختلف قانونی مسودات کو اسلامی نقطۂ نظر سے جانچنے کے بعد قرآن و سنت کی روح کے مطابق اپنی تجاویز پیش کرتا ہے اس ادارے کا مقصد پارلیمنٹ کی قانون سازی میں دینی رہنمائی ہے اگرچہ آئین میں واضح طور پر درج ہے کہ قومی اسمبلی اسلامی نظریاتی کونسل کی روشنی میں قانون سازی کرے گی۔ لیکن عملاً اس سے پہلوتہی کی گئی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے وقتاً فوقتاً پیش مختلف مسائل کا دینی جائزہ لیتے ہوئے اپنی سفارشات قومی اسمبلی کو ارسال کی ہے لیکن حالات کی گواہی یہ ہے کہ قومی اسمبلی نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر توجہ دینے کی بجائے اپنی سابقہ روش کو برقرار رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ آئین کی تشکیل کے چالیس سال بعد بھی ملک میں مکمل اسلامی قوانین کا نفاذ نہیں ہو سکا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے مختلف صاحبان علم نے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ جس پر وہ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں اور تاریخ میں ان اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمینوں کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ گذشتہ سہ سالہ مدت میں چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کی مسند پر معروف عالم دین تجربہ کار پارلیمنٹیرین ممتاز مذہبی سکالر اور داعی اتحاد بین المسلمین مولانا محمد خان شیرانی متمکن رہے حسب سابقہ مذکورہ سہ سالہ مدت میں کونسل کے سامنے مختلف موضوعات اور عنوانات پر غور و خوض کرتے ہوئے سفارشات کا موقع ملا اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے چیئرمین کی رہنمائی میں بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عمدہ سفارشات پیش کیں گذشتہ سہ سالہ مدت میں اسلامی نظریاتی کونسل کی کارروائی اور سفارشات ان کی اجتماعی بصیرت اور دانش کا مثالی نمونہ ہے اگرچہ ملک میں موجود سیکولر اور مذہب بیزار عناصر نے کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی پر زبان اعتراض دراز کی اس لئے کہ وہ معجون مرکب کے بجائے جید عالم دین تھے یہ امر خوش آئند ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین اور اس کے تمام اراکین ناقدین کے طوفان ادائی سے متاثر نہ ہوئے اور انہوں نے ایسی بے وقت آوازوں پر توجہ دینے کی بجائے اپنے کام سے کام رکھا اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اراکین و چیئرمین کی حیثیت سے اسلامی نظریاتی کونسل کے مقاصد کو آگے بڑھاتے رہے۔ مولانا محمد خان شیرانی چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل مختلف موضوعات اور عنوانات پر اپنی عالمانہ سفارشات اور مثالی تدبر کی بناء پر مدتوں یاد رہیں گے ان کی ترتیب کردہ سفارشات علمی اور آئینی ثقات، اراکین قومی اسمبلی کی رہنمائی کے لئے موجود رہیں گے۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے جو قومی اور صوبائی اسمبلی کو سفارشات بھیجتا ہے اسلامی نظریاتی کونسل کی دستوری تاریخ کا مختصر تعارف یہ ہے

قرارداد پاکستان 12 مارچ 1949ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے اس وقت کے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کی قیادت میں قرارداد پاکستان منظور کی۔ 1956ء میں یہ قرارداد آئین میں تمہید کے طور پر شامل کی گئی۔ 1962ء کے آئین میں بھی یہ قرارداد تمہید کے طور پر شامل رہی۔ 1973ء کے متفقہ آئین میں اسلامی نظریاتی کونسل کو باقاعدہ ایک آئینی حیثیت دی گئی اور ملک کا ایک آئینی ادارہ بنایا گیا۔

کونسل کی تشکیل: ☆ کونسل کی تشکیل دستور پاکستان کے آرٹیکل 269 کے تحت ہوئی ☆ کونسل کے چیئرمین اور ممبران کا تقرر صدر پاکستان اور حکومت کرتی ہے ☆ کونسل کے کم از کم 8 اور زیادہ سے زیادہ 20 ممبران بشمول چیئرمین پر مشتمل ہوتی ہے تقرری کی میعاد 3 سال ہوتی ہے ☆ اراکین میں علماء اور اعلیٰ عدلیہ کے سابق یا موجودہ جج اور ایک خاتون شامل ہوتی ہے

کونسل کے فرائض: ۱۔ کونسل کے فرائض دستور پاکستان کے آرٹیکل 230 میں طے کر دیئے گئے ہیں جن کے مطابق انفرادی زندگی معاشرہ اور نظام حکومت کو اسلام کے احکام کے مطابق تشکیل دینے کے لئے پارلیمان اور صوبائی مقننہ کو رہنمائی فراہم کرنا ہے

۲۔ پارلیمان صوبائی اسمبلیوں صدر اور گورنر کو ملک میں نئی قانون سازی کے بارے میں یہ رہنمائی فراہم کرنا کہ آیا نئی قانون سازی اسلامی احکام کے مطابق ہے یا نہیں؟ ۳۔ ملک میں پہلے سے رائج قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنانے کے لئے پارلیمان اور صوبائی مقننہ کو رہنمائی فراہم کرنا۔

۴۔ پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کو اسلامی احکام ایک مدون شکل میں پیش کرنا کہ انہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔

کونسل کی مجموعی کارکردگی: ☆ کونسل اب تک 85 سے زیادہ رپورٹیں حکومت، پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کو پیش کر چکی ہے جن پر جزوی طور پر قانون سازی بھی ہوئی ہے (مثلاً قصاص و دیت وغیرہ قوانین) ☆ بعض اہم ادارے کونسل کی سفارش پر تشکیل دیئے گئے ہیں (جیسے اسلامی یونیورسٹی، فیڈرل شریعت کورٹ)۔

موجودہ کونسل کی کارکردگی: ☆ گزشتہ کونسل کے فیصلوں پر از سر نو سفارشات کی تدوین۔ ☆ کونسل کے بعض سابقہ ایسے فیصلوں پر دوبارہ غور کیا گیا جو صریحاً قرآن و سنت کے منافی تھے اور ان سے متعلق مکمل اتفاق سے قرآن و سنت کے احکام کے مطابق آراء اور سفارشات مرتب کی گئیں جن میں درج ذیل مسائل و امور خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

۱۔ زنا اور چوری کی سزا کی سفارش ۲۔ زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی سزا کی سفارش
۳۔ حرابہ اور فساد فی الارض کی سفارش ۴۔ پانچ جرائم کے علاوہ کی سزا کی سفارش
۵۔ عدت کی مدت سے متعلق سفارش ۶۔ قتل کی دیت اور عاقلہ سے متعلق سفارش
۸۔ مسلم اور غیر مسلم کی گواہی سے متعلق سفارش ۹۔ حج کے لئے اسلامی شرائط سے متعلق سفارش
۱۰۔ قصاص میں ولی الدم کی مرضی سے متعلق سفارش ۱۱۔ زکوٰۃ کے متعلق سفارش
۱۲۔ خواتین کے بغیر محرم کے حج کرنے کی سعادت حاصل کرنے سے متعلق سفارش
۱۳۔ بیوی کی طرف سے تحریری طلاق کا مطالبہ کرنے سے متعلق سفارش
۱۴۔ رویت ہلال اور ہجری کیلنڈر سے متعلق سفارش ۱۵۔ مصارف زکوٰۃ سے متعلق سفارشات

کونسل کے زیر اہتمام منعقد مذاکرے / سیمینارز / کانفرنسز

۱۔ عنوان: "نظلے کو درپیش مسائل: اسباب، عوامل، نتائج اور حل" (کونسل میں مذاکرہ)
شرکاء: ریٹائرڈ جرنیل اور صحافی۔ تاریخ: 5 مئی 2011ء

۲۔ عنوان: "امت مسلمہ اور اس کو درپیش مسائل و مشکلات" (سہ روزہ علماء کانفرنس)
شرکاء: مختلف مسالک کے علماء کرام اور سکالرز۔ تاریخ: ۱۰-۱۲ مئی ۲۰۱۱ء

۳۔ عنوان: "نصاب سازی کا طریقہ کار اور اس کی فکری و نظریاتی بنیادیں" (کونسل میں مذاکرہ)
شرکاء: اسلام آباد کی یونیورسٹیز کے وائس چانسلرز / نمائندگان۔ تاریخ: 5 اکتوبر 2011ء

۴۔ عنوان: "نصاب سازی کا طریقہ کار اور اس کی فکری و نظریاتی بنیادیں" (کونسل میں مذاکرہ)
شرکاء: تنظیمات المدارس کے عہدیداران / نمائندگان۔ تاریخ: 11 مارچ 2013ء

۵۔ عنوان: "نصاب سازی کا طریقہ کار اور اس کی فکری و نظریاتی بنیادیں" (سیمینار)
شرکاء: سندھ کے علماء، یونیورسٹیز کے سکالرز و ٹیکسٹ بک بورڈز کے نمائندگان۔ تاریخ: 21 مئی 2013ء

رپورٹس کی دوبارہ طباعت اور پارلیمان میں پیش کرنا

☆ موجودہ کونسل نے 1997ء سے لے کر 2009ء تک کے دورانیے کی کونسل کی اٹھارہ رپورٹوں کو اکتوبر 2012ء میں پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں میں پیش کیا جو اس وقت تک وفاقی اور صوبائی مقننہ کو پیش نہیں کی جا سکی تھیں۔ ☆ موجودہ کونسل کے دور میں کونسل کی آؤٹ آف سٹاک رپورٹوں کی از سر نو طباعت کی گئی جن کی تعداد بیس ہے۔ واضح رہے کہ ان رپورٹوں کی از سر نو طباعت کے لئے کونسل کو حکومت کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی خصوصی گرانٹ نہیں دی گئی۔ ☆ کونسل کے رسالہ اجتہاد کے معیار کو مزید بہتر کیا گیا اور سابقہ روایت کے برعکس اس کی تمام تر ادارتی اور تنظیمی ذمہ داریاں کونسل کے ہی ریسرچ ونگ کے افسران نے انجام دی ہیں۔

کونسل کے مسائل اور ان کے حل کے لئے کی جانے والی کوششیں:

☆ اس وقت کونسل کو ادارتی خدمات کی فراہمی کی ذمہ داری وزارت مذہبی امور کے سپرد ہے۔ کونسل اور وزارت مذہبی امور کے کاموں میں بنیادی فرق ہے۔ کونسل پارلیمان کے قانون سازی کے عمل میں مشاورت فراہم کرتی ہے اور اس کا تعلق دستور پاکستان کی رو سے پارلیمان سے ہے۔ چنانچہ ادارتی خدمات کی فراہمی کی ذمہ داری وزارت قانون و پارلیمانی امور کے پاس ہونی چاہیے۔ ماضی میں بھی یہ ذمہ داریاں وزارت قانون و پارلیمانی امور انجام دیتی رہی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی اور اراکین نظریاتی کونسل مولانا فضل علی، جناب ڈاکٹر محمد ادریس سومرو، جناب مفتی ابراہیم قادری، شیخ غلام مصطفیٰ رضوی، جناب مولانا محمد حنیف جالندھری، جناب جسٹس (ریٹائرڈ) مشتاق اے میمن، مفتی محمد اقبال حسین شاہ فیضی، جناب سید افتخار حسین نقوی، جسٹس (ریٹائرڈ) میاں نذیر اختر، سید فیروز جمال شاہ کاکاخیل، صاحبزادہ پیر خالد سلطان القادری، علامہ حافظ زبیر احمد ظہیر، علامہ امین شہیدی، علامہ طاہر اشرفی، ڈاکٹر مشتاق، علامہ یوسف اعوان، پیر عبدالباقی نے اپنے تین سالہ دور میں جس جانفشانی کے ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو مرتب کر کے قومی اسمبلی کے ایوانوں میں بھجوایا ان کا یہ کردار قابل تحسین ہے۔

کونسل کے حالیہ اجلاس (۱۹۲واں مورخہ ۱۸-۱۹ ستمبر ۲۰۱۳) میں کئے گئے چند فیصلے

خبارات میں آیات قرآنی کی طباعت پر پابندی کے لئے سفارشات کو قرار دیا (مراسلہ وزارت مذہبی امور اسلام آباد)

فیصلہ: قرآن مجید، آیات قرآنیہ اور احادیث کا احترام اور توقیر لازمی ہے۔ تبلیغ دین کی غرض سے قرآن مجید اور احادیث کے حوالے دینا بھی ضروری ہیں۔ لہٰذا اخبارات میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی عربی عبارات نہ لکھی جائیں بلکہ ترجمہ پر اکتفاء کیا جائے اور اس بات کا انتظام کیا جائے کہ ترجمہ کا نام جس سے ترجمہ نقل کیا گیا ہو اور مذکورہ کتاب کی جلد نمبر اگر ہے اور صفحہ / صفحات نمبر ذکر کر دیے جائیں۔ اخبارات کے سلسلے میں یہ اس لئے ضروری ہے کہ عام طور پر ان کو وہ احترام نہیں دیا جاتا جو مجلات و رسائل اور کتابوں کو دیا جاتا ہے۔ عموماً اخبارات ردی کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ رسائل و مجلات اور کتب کے سلسلے میں چونکہ معاملہ ایسا نہیں ہے اس لئے ان میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے عربی متون کا ذکر کرنے میں اس طرح کی توہین کا خدشہ نہیں ہوتا۔

DNA ٹیسٹ کے بارے میں کونسل کے گذشتہ اجلاس میں کی گئی سفارش پر میڈیا کے ردعمل کا جائزہ

فیصلہ: کونسل نے اپنے 191ویں اجلاس مورخہ 28-29 مئی 2013 میں DNA ٹیسٹ کی بطور شہادت قبولیت کے بارے میں درج ذیل فیصلہ کیا تھا:

> "DNA ٹیسٹ ایک مفید سائنسی ایجاد ہے جس کے ذریعے بہت سے حقائق کا انکشاف ہوتا ہے اور جرم کی تحقیق میں اس سے معاونت لی جا سکتی ہے تاہم حدود و قصاص کے کیسز میں چونکہ قرآن و سنت کی رو سے جرم کے ثبوت کے لئے ایک معیار اور متعین نصاب مقرر ہے اور ان جرائم میں اسی شرعی معیار کو اپنانا ضروری ہے۔ DNA ٹیسٹ مفید ایجاد ہونے کے باوجود اس معیار پر پورا نہیں اترتا، اس لئے تمام کیسز میں اس سے معاونت لی جا سکتی ہے اور یہ بطور قرینہ معتبر ہے البتہ حدود و قصاص میں بنیادی شہادت کے طور پر معتبر نہیں ہے۔ DNA ایک معتبر قرینہ ہے۔ دیگر قرائن کی موجودگی میں اگر عدالت کو ثبوت جرم کا اطمینان ہو جاتا ہے تو اس کی بنیاد پر مناسب تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔"

DNA ٹیسٹ کے بارے میں ویمن کمیشن، اسلام آباد کے مراسلہ پر غور و خوض:

فیصلہ: ویمن کمیشن کو مراسلہ لکھا جائے کہ ویمن پروٹیکشن ایکٹ 2006ء کی کونسل سے منظوری کا فیصلہ متنازعہ تھا جس پر اس وقت کی کونسل کے دو ممبران نے استعفیٰ بھی دے دیا تھا، چنانچہ اس وقت کی کونسل نے ہی اپنے 175ویں اجلاس (مورخہ 28-29 ستمبر 2009) میں فیصلہ کیا تھا کہ چونکہ ویمن پروٹیکشن ایکٹ 2006ء اب قانون بن چکا ہے اس لئے اسے اب زیر غور لایا جا سکتا ہے۔ کونسل کے 175ویں اجلاس کے اسی فیصلے کے بعد سے ہی کونسل ممبران کی طرف سے اس ایکٹ پر تحریری شکل میں تحفظات / آراء موصول ہوتی رہیں اور ان کی روشنی میں اب کونسل نے اس ایکٹ کو اپنے موجودہ اجلاس میں مکمل طور پر مسترد کر دیا۔

بزرگ شہریوں کے بارے میں مسودہ بل و پالیسی پر مراسلہ قومی کونسل برائے سماجی بہبود حکومت پاکستان اسلام آباد:

فیصلہ: کونسل نے اس بل کے مندرجات سے اتفاق نہیں کیا اور قرار دیا کہ ضعیف و کمپری کے شکار لاوارث افراد کی کفالت حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت ایسے لوگوں کے لئے ماہانہ وظیفہ مقرر کرے اور ان کی خدمت کے لئے خدام کا مناسب انتظام کرے۔ جن بوڑھے افراد کے ورثاء زندہ ہیں انہیں اپنے بزرگوں کے حقوق ادا کرنے، ان کی خدمات کرنے اور ان کی کفالت کے فرائض کی ادائیگی کے لئے مناسب انداز اور مناسب ذرائع سے احساس دلایا جائے اور معاملہ سے متعلق ان میں شعور بیدار کیا جائے۔

قانون توہین رسالت کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے کونسل کی سفارشات وزارت مذہبی امور کے مراسلے کا دفتر کونسل کی طرف سے جواب

سفارش: کونسل نے قرار دیا کہ توہین رسالت کے قانون (دفعہ C-295) میں کسی بھی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک قانون کے غلط استعمال کو روکنے کا تعلق ہے تو ملکی قانون یعنی تعزیرات پاکستان میں دفعہ 194 پہلے ہی سے موجود ہے جس میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر شہادت دوران تفتیش یا ٹرائل اعتراف سے قبل غلط ثابت ہو تو کیا سزا دی جائے گی اور ٹرائل اعتراف کے بعد غلط ثابت ہو تو کیا سزا دی جائے گی۔

شہری و سیاسی حقوق پر عالمی کونشن کے بارے میں قومی مشاورت

مراسلہ از وزارت انسانی حقوق حکومت پاکستان، اسلام آباد

فیصلہ: کونسل ریفرنس بھیجنے والی وزارت کی طرف سے مرتب کردہ سوالات تک محدود رہنے کی پابند نہیں ہے۔ کونسل اس میثاق کے تمام آرٹیکلز کا بغور جائزہ لے گی اور دیکھے گی کہ اس کی کون سی شقیں / دفعات قرآن و سنت کے احکام اور آئین کے منافی ہیں یا نہیں اور اس سلسلے میں کونسل کی جو بھی رائے ہوگی وہ پارلیمان اور دیگر متعلقہ اداروں کو بھجوا دی جائے گی۔

کونسل کی حیثیت سے متعلق وزارت مذہبی امور کی طرف سے دیئے گئے مواد پر غور

اسلام کے معاشی نظام کا فلسفہ

فیصلہ: کونسل نے بالاتفاق اس رائے کا اظہار کیا کہ وزارت مذہبی امور کی طرف سے "بجٹ بک 2011-12ء" میں کونسل کو اپنا ماتحت اور ماتحت ادارے کے طور پر ذکر کرنا نہ صرف حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے بلکہ یہ عمل بیوروکریٹک ذہنیت کا عکاس ہے۔ کونسل ایک آزاد اور خودمختار آئینی ادارہ ہے جسے پاکستان کے سپریم لاء یعنی دستور پاکستان نے تخلیق کیا ہے۔ آئین پاکستان، حصہ نہم بعنوان "اسلامی احکام" جو آرٹیکل 227 تا آرٹیکل 231 پر مشتمل ہے کونسل سے ہی متعلق ہے۔ کونسل نے مزید قرار دیا کہ وزارت کی طرف سے کونسل کو ہدایات جاری کرنے جیسی عبارات کا استعمال نہ صرف توہین آمیز ہے بلکہ آئینی اداروں کی برتری اور آزادانہ حیثیت کے انکار کے مترادف ہے۔ کونسل نے مزید قرار دیا کہ وزارت مذہبی امور سے کونسل کا تعلق اسی نہج پر ہے جس نہج پر سپریم کورٹ آف پاکستان اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کا تعلق وزارت قانون و پارلیمانی امور سے ہے۔ وزارت مذہبی امور نے رولز آف بزنس کے تحت کونسل کو خدمات فراہم کرنا ہوتی ہیں اور جناب صدر مملکت کی طرف سے تقرر اور منظوری کے بعد کونسل کے چیئرمین، ممبران اور کونسل کے قواعد و ضابطہ کار کے نوٹیفکیشن جاری کرنا ہوتے ہیں۔ کونسل نے مزید ملاحظہ کیا کہ کونسل کے چیئرمین کے پاس فیڈرل سیکرٹری کے تمام تر اختیارات کے ساتھ ساتھ بعض وہ اختیارات بھی ہیں جو وزارتوں اور ڈویژنوں کے فیڈرل سیکرٹری صاحبان کے پاس نہیں ہوتے۔ ملازمین کے سلسلے میں یہ اختیارات جناب وزیر اعظم پاکستان کے پاس ہوتے ہیں مثلاً دیگر آزاد آئینی اداروں کے سربراہوں کی طرح کونسل کے چیئرمین کو گریڈ ۱ تا ۱۶ کے ملازمین کا خود تقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ بہت سے دیگر معاملات میں بھی کونسل کا چیئرمین اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اور فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی طرف رجوع کرنے کی پابندیوں سے آزاد ہے۔ کونسل نے قرار دیا کہ چونکہ کونسل کا فرض منصبی پارلیمان کو قانون سازی میں مشاورت فراہم کرنا ہے اس لئے کونسل کی ایڈمنسٹریٹو منسٹری وزارت قانون و پارلیمانی امور ہونی چاہئے۔ کونسل نے ملاحظہ کیا کہ ماضی میں کونسل بالفعل وزارت قانون و پارلیمانی امور کے ساتھ منسلک رہی ہے۔ کونسل نے محترم وزیر برائے مذہبی امور جناب سردار محمد یوسف کی طرف منسوب ایک اخباری بیان ملاحظہ کیا جس کے مطابق محترم وزیر برائے مذہبی امور نے سینیٹ میں کونسل کے بارے میں غیر شائستہ زبان استعمال کی تھی۔ کونسل نے ہدایت کی کہ حسب ذیل مراسلات مناسب تسوید کرکے روانہ کئے جائیں:

۱۔ جناب صدر پاکستان کی خدمت میں مراسلہ روانہ کیا جائے جس میں کونسل کو وزارت مذہبی امور کی بجائے وزارت قانون و پارلیمانی امور کے ساتھ منسلک کرنے کا کیس مدلل انداز میں پیش کیا جائے۔

۲۔ محترم وزیر برائے مذہبی امور کو براہ راست مراسلہ ارسال کیا جائے جس میں ان کی توجہ زیر بحث اخباری بیان اور اس میں ان کی طرف منسوب کونسل سے متعلق ناشائستہ ملاحظات کی طرف توجہ دلائی جائے۔

۳۔ حکومت / متعلقہ حکومتی اداروں کی طرف سے آئینی اداروں کی جو فہرست جاری ہوتی ہے اس میں اگر کونسل کا نام شامل نہیں ہے تو کونسل کو اس فہرست میں شامل کرنے کا مراسلہ بھجوایا جائے۔ اس ضمن سے متعلق کونسل کے فیصلے سے وزارت مذہبی امور کو بھی آگاہ کر دیا جائے۔

تحفظ نسواں ایکٹ 2006ء پر از سر نو غور و خوض کرنے کا فیصلہ

کونسل نے "خواتین کے تحفظ کا (قوانین فوجداری ترمیم) ایکٹ 2006ء" کو مسترد کرتے ہوئے قرار دیا کہ یہ ایکٹ قرآن و سنت سے متصادم ہے اس کے بجائے "حدود آرڈیننس 1979ء" کو ہی بحال رکھا جائے۔

کونسل میں کئے گئے فیصلوں کے بارے میں بریفنگ کا مسئلہ۔ کیا اراکین نمائندگی کر سکتے ہیں؟

کونسل میں کئے گئے فیصلوں کی پریس بریفنگ کے حوالے سے کونسل نے طے کیا کہ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل یا ان کے متعین کردہ شخص کے علاوہ کوئی بھی رکن کونسل یا دیگر کوئی افسر کونسل کے فیصلوں کو میڈیا کے سامنے پیش نہیں کرے گا۔ نیز طے کیا کہ دوران اجلاس میڈیا کے افراد موجود نہیں ہوں گے البتہ اجلاس کے آغاز میں فوٹو سیشن کے بعد چلے جائیں گے۔

☆ نظام معیشت کی بنیادی اساسیات کے حوالے سے جناب چیئرمین کی تحریر کو بطور سفارشات منظور کیا جو پارلیمنٹ اور وزیر اعظم کو ارسال کی جائے گی۔

شدید اشتعال دلا کر قتل کرنے کے مسئلہ پر قانون سازی کی ضرورت

مراسلہ از لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان، اسلام آباد:

کونسل نے لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان کی طرف سے ارسال کردہ تجویز کہ "شدید اشتعال کی وجہ سے کئے گئے قتل کی سزا میں تخفیف ہونی چاہئے" سے اتفاق نہیں کیا اور قرار دیا کہ قتل عمومی حالات میں اشتعال ہی کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس کی سزا میں تخفیف غیر شرعی امر ہے۔

خواتین کے تحفظ کا (قوانین فوجداری ترمیم) ایکٹ ۲۰۰۶ء

کی قرآن و سنت کی صریح نصوص کے خلاف دفعات

۳۷۵ زنا بالجبر:۔ زنا بالجبر کی تعریف میں یہ لکھا گیا ہے: "ایسے مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا جس نے کسی عورت کے ساتھ درج ذیل حالتوں میں کسی میں مباشرت کی ہو"۔

☆ اس میں اس بات کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے کہ عورت بھی جبر کر سکتی ہے۔

ضمنی دفعہ (v) اس کی رضامندی کے ساتھ یا بغیر جبکہ وہ سولہ (16) سال سے کم عمر کی ہو۔

☆ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 15 سال کی لڑکی (جو کہ بالغ ہوتی ہے) اپنی مرضی سے زنا کرے تو وہ سزا سے بچ جائے گی۔ ☆ (673) اس دفعہ کے ذریعے زنا کی حد کو تعزیر میں ڈال دیا گیا ہے یہ عمل قرآن و سنت کے خلاف ہے کیونکہ بالجبر زنا پر بھی وہی سزا ہے جو بالرضا پر ہے۔

☆ قذف آرڈیننس دفعہ ۱۴ کو حذف کیا گیا ہے جس میں کہا گیا تھا (اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو)۔ حذف کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے۔ نہ لعان کے ذریعے بے گناہی ثابت کر سکے اور نہ نکاح فسخ کرا سکے۔

☆ نیز قذف آرڈیننس میں یہ بھی کہا گیا تھا (اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کرے تو زنا کی سزا جاری ہوگی) اس حصہ کو بھی حذف کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اقرار کر لینے کے باوجود سزا جاری نہیں ہوگی۔ یہ بھی قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ ☆ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ شق ۵ کو حذف کیا گیا ہے جس میں کہا گیا تھا کہ صوبائی حکومتوں کو حدود معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ اس دفعہ کو حذف کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اب صوبائی حکومتوں کو معافی کا اختیار ہوگا جو کہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔

موجودہ کونسل کی سفارشات کے حوالے سے جو گفتگو پیش کی گئی وہ قومی اسمبلی کے ممبران کے لئے قابل اتباع ہے کہ کونسل کے اراکین نے جس جانفشانی کے ساتھ قرآن و سنت کے مسائل اخذ کرکے قومی اسمبلی میں بھیجے حکمرانوں کو چاہئے کہ اپنے آئینی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کریں۔ سالانہ کروڑوں روپیہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبران، عملے اور دفتر پر خرچ ہوتا ہے اگر کروڑوں روپیہ لگانے کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر حکمران قانون سازی نہ کریں تو یہ ایک افسوسناک پہلو ہے۔ 1973ء کے آئین کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل ایک نظریاتی ادارہ ہے اور

قومی اسمبلی کو اس ادارے کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے فی الفور ملک میں اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کو رائج کرنا چاہئے۔ مولانا محمد خان شیرانی کی قیادت میں اسلامی نظریاتی کونسل کا کردار قابل رشک ہے اور پاکستان کی تاریخ میں اسلامی نظریاتی کونسل کا ایک سنہری باب ہے اسلامی نظریاتی کونسل نے 40 سال میں اسلام کے نظام کے نفاذ کے لئے اہم پیش رفت کی ہے لیکن مولانا محمد خان شیرانی کی قیادت میں سہ سالہ دور میں اسلامی نظریاتی کونسل میں ایک متحرک کی حیثیت سے درپیش مسائل و معاملات میں قوم کی کما حقہ رہنمائی کی ہے گذشتہ تین سالہ دور میں اسلامی نظریاتی کونسل کے سربراہ کا کردار مثالی رہا ہے۔ (بشکریہ ہفت روزہ نقیب ملت راولپنڈی)

بقیہ: دستور پاکستان کے مخالف عناصر

ہی مذہبی لوگوں اور علماء کرام اور اسلام کے خلاف انتہا پسند ہیں اور میں جس ماحول میں رہتا ہوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ پھر تمہارے تعصب کو دیکھ کر تمہارے لئے جتنے فرقہ ادل ہم ثابت ہوئے ہیں شاید کوئی اتنا فرقہ ادلی کا مظاہرہ کرتا ہو۔ پھر بھی الزام ہمارے اوپر۔ اور ہمارے میڈیا کو اللہ تعالیٰ خیر سے رکھے ان کی بھی یہی ہمت ہوتی ہے کہ کس طرح مذہبی لوگوں کو ایک مجرم کے طور پر پیش کیا جائے۔ کچھ اللہ کا خوف کرو، کہاں چلا گیا آپ کا انصاف؟ کہاں چلی جاتی ہے آپ کی غیر جانبداری؟

تو میرے محترم دوستو! پوری دنیا آپ کے خلاف ہے ایک جنگ ہو رہی ہے عالمی سطح پر اور ہمارے ملک کا نظام ان قوتوں کے ہاتھ میں ہے آؤ ہم ایک نئے سفر کی تیاری کریں، اس قوم کو ایک قوم بنانا ہے اس ملک کو متحد رکھنا ہے اس کو اس راستے پر ڈالنا ہے جو راستہ ہمارے لئے اللہ رب العزت نے متعین کیا ہے ہم نے وہ راستہ اپنانا ہے جس کی تعلیم جناب رسول اللہ ﷺ نے دی ہے ہمیں وہ راستہ اپنانا ہے جس کا مظاہرہ خلافت راشدہ نے کیا ہم ناتے ہوئے مسلمان ہیں اور نہ ہم اس طرح کا معیار قائم کر سکتے ہیں لیکن ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں نیتیں تو ہماری ٹھیک ہونی چاہئیں نیتوں کو تو سیدھا کرنا چاہیے ہمیں۔

تو میرے محترم دوستو! ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب نے ایک قرارداد آپ سے پاس کرائی ہے تحفظ پاکستان آرڈیننس کے حوالے سے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے بغور اس کا جائزہ لیا اور اس کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ دہشت گردی کے خاتمے کیلئے نہیں بلکہ پاکستان کے عوام کے بنیادی انسانی حقوق کو سلب کرنے کیلئے ہے اور ہم نے وفاقی حکومت پر واضح کر دیا ہے کہ ہم کسی ایسے قانون کا ساتھ نہیں دیں گے کہ جس سے پاکستان کے شہریوں کی جان و مال غیر محفوظ ہو۔ کسی کو گرفتار کر لو بغیر FIR درج کئے 90 دن تک اس کو اپنے ساتھ رکھا جاتا ہے جب FIR درج نہیں ہوگا اور ایک شخص کو اٹھا لیں گے جاتا ہے جب FIR درج نہیں ہوگا اور ایک شخص کو اٹھا لیں گے اور 90 دن اپنے پاس رکھنے کے بعد کہہ دیں گے کہ ہم نے آج پکڑا ہے پھر مزید 90 دن رکھیں گے، پھر کسی کو قتل کر دیں کوئی مقدمہ اس پر نہیں۔ شک کی بنیاد پر 302 کے مقدمے سے انسان بری ہو جاتا ہے لیکن یہاں شک کی بنیاد پر قتل کرنا جائز ہوگا اور سیاسی اداروں کا حق بن جائے گا کہ آپ پر شک آیا اور آپ کو مار دیا۔ ہاں! غلط آدمی مار دیا لیکن میرا یہ خیال تھا کہ یہ مشکوک آدمی تھا اور اس کے بعد وہ بری۔۔۔۔ جو چاہیں آپ کے ساتھ کریں، تو یہ آئین سے متصادم نظر آ رہا ہے اور یہ انسانی حقوق کے منافی نظر آ رہا ہے اور ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے دس بارہ سالوں سے، اس سے صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ قانون غلط استعمال ہوگا۔ جب یہ قانون نہیں تھا تب بھی کچھ ہوتا رہا لیکن تب جب ایسا ہوتا ہے تو ہم الزام تو دیتے ہیں کہ یار تم نے ظلم کر دیا۔ تب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ تو نہیں کہ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد خطرہ ہے کہ ایسا ہو۔ بلکہ جب یہ قانون نہیں ہے تو بھی یہی کچھ ہو رہا ہے ملک کے اندر شک کی بنیاد پر قتل کیے جاتے ہیں لوگ۔ دوران تفتیش مار دیے جاتے ہیں۔ لیکن قانون بننے کے بعد آپ تحفظ بھی دے رہے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ساتھ کرو آپ کو ہم الزام بھی نہ دے سکیں۔

میرے محترم دوستو! ایک جدوجہد کا راستہ ہے اور جدوجہد کا یہ راستہ ہمارے اکابر کی تعلیم کے مطابق ہے یہ ہمارے پاس امانت ہے۔ دلیل کی بنیاد پر جنگ لڑنی ہے اپنی قوت کو مجتمع رکھنا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام تو ہر تین سال کے بعد اور آج کل پھر آئندہ تین سالوں کیلئے رکن سازی بھی کر رہے ہیں اور پھر نئی تنظیم سازی کریں گے تو اس حوالے سے تجدید عہد کے ساتھ ہم نے اپنے سفر کو آگے بڑھانا ہے اپنی جدوجہد کو آگے بڑھانا ہے اشتعال میں نہیں آنا۔ جذبات کی رو میں آ کر غلط راستہ اختیار نہیں کرنا، جذبات کی رو میں آ کر انسانیت کیساتھ دشمنی نہیں کرنی بلکہ اس ملک کو ہمیشہ قائم و دائم رکھنا اور اس کو ایک حقیقی اسلامی اور فلاحی ریاست بنانے کیلئے آئین اور قانون کے دائرے میں جدوجہد جاری و ساری رکھنی ہے یہی ہمارا اپنے کارکنوں کو درس ہے یہی ہماری ان سے گزارش اور التجا ہے تو میرے محترم دوستو! ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ چلتا رہے گا، یہ مدارس ان شاء اللہ آباد رہیں گے علماء اور جمعیۃ علماء اسلام کی جدوجہد جاری و ساری رہے گی۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ رب العالمین ہماری ان کاوشوں کو قبول فرمائے یا اللہ اگر اس کام میں ہم سے کوئی غلطی ہوتی ہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہمیں معاف فرما یا اللہ ہر قسم کی مشکلات فتنوں اور آزمائشوں سے محفوظ فرما (آمین)۔ (بشکریہ ماہنامہ الجمعیۃ راولپنڈی)

بلدیاتی ادارے انتخاب اور کردار

حافظ محمد داؤد بکر شیخ

سیاسی حکومتوں کے ادوار میں دو مرتبہ (28 مئی 1991ء اور 20 مئی 1998ء میں) بلدیاتی انتخابات منعقد ہوئے، جو پاکستان کی انتخابی تاریخ کی بدترین دھاندلی کا شاہکار ہوں انتخابات کے ذریعے قائم ہونے والے ادارے بے اختیار اور محض نمائشی قسم کے تھے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ پاکستان کی کسی سیاسی حکومت نے با اختیار اداروں کیلئے شفاف انتخابات کی زحمت گوارا نہیں کی۔ جبکہ جنرل ایوب خان، جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف نے نئی طرز پر اپنے اقتدار کو طول دینے، عوامی رائے، ربط اور متبادل قیادت کے لئے بلدیاتی اداروں پر انحصار کیا۔

اس وقت ملک کے چاروں صوبوں میں مختلف الخیال سیاسی جماعتوں کی حکومتیں قائم ہیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی دلچسپی، سنجیدگی اور دیانتداری سے بلدیاتی اداروں کے قیام کیلئے تیار نظر نہیں آرہا۔ سپریم کورٹ کے مسلسل احکامات، تاریخوں میں رد و بدل کے باوجود ابھی بھی غیر یقینی کی فضا موجود ہے۔ سپریم کورٹ کے احکامات کو اپنے حق اور متعلقہ ہونے کو فراری کوئی گنجائش تلاش کرنے میں کامیابی کسی کے ہاتھ نہیں آئی تو سپریم کورٹ کی نیت پر شک کرنے والوں نے بیان دینا شروع کیا کہ عدلیہ کے سربراہ اپنی ریٹائرمنٹ سے قبل کریڈٹ لینے کیلئے سب کچھ کر رہے ہیں حالانکہ دباؤ ان عالمی مالیاتی قوتوں کا ہے جو پاکستان اور ملی پاکستان کو امداد دیتے ہیں۔ برطانوی، امریکی اور اقوام متحدہ کے ذیلی امدادی اداروں کے شدید تحفظات ہیں وہ پاکستان کی حکمران اشرافیہ کو بدعنوان، نااہل اور اقرباء پرور خیال کرتے ہیں اور حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ چنانچہ وہ غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کو واضح طور پر ترجیح دیتے ہیں اس طرح وہ انتخابی نچلی سطح تک پہنچ کر اپنی دی ہوئی امدادی رقوم کا زیادہ سے زیادہ اپنے حق میں استعمال ممکن بنانا چاہتے ہیں۔ ان کا یہ شکوہ بھی بے کار ہیں، کہ ہیں ڈالر کی امداد کے باوجود پاکستانی معاشرہ ان کا ہمنوا نہ بن سکا بلکہ شدید مخالف ہے۔

ملک کی مختلف الخیال حکمران سیاسی جماعتوں کا بلدیاتی اداروں کے قیام سے گریز محض کسی فرد کوئی جذبہ حب الوطنی کی وجہ سے نہیں بلکہ مالی وسائل، اختیارات کے چھن جانے اور متبادل قیادت کے خوف کی وجہ سے ہے۔ 18ویں ترمیم کے بعد دباؤ صرف وزارتیں صوبوں کو منتقل ہوئی ہیں اور اب عالمی طاقتوں کے دباؤ کی وجہ سے صوبوں سے اضلاع کو وسائل کی منتقلی کے بغیر چارہ نظر نہیں آتا، چنانچہ جلد یا بدیر کچھ نہ کچھ بلدیاتی اداروں کے نام سے بنانا ہی پڑے گا۔

<u>بلدیاتی انتخابات:</u>

انتخابی عمل اور سیاسی جماعتوں کی پوزیشن کا معاملہ ایسا ہے کہ جماعتی بنیادوں پر ہونے والے انتخابات مختلف جماعتوں کے تنظیمی ڈھانچوں اور قیادت کی اثر پذیری کا ایک بڑا امتحان ہیں کیونکہ جماعتی ایک یونین کونسل میں ایک پینل متعارف کروائے گی اس کی جیت کے امکانات زیادہ ہوں گے۔ پینل کی تشکیل اگر کہیں اتفاق رائے سے ممکن نہیں ہوئی تو پھر جماعتوں کی قیادت کو محنت کر کے کسی ایک پینل کو اپنے تمام ووٹرز کی حمایت دلانا پڑے گی، تاکہ پارٹی نظم و ضبط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میدان میں اترنے والا دوسرا ہم خیال پینل ووٹوں کی تقسیم کا باعث نہ بن پائے۔

بار بار کے مارشل لاؤں اور طویل آمریتوں کی وجہ سے پاکستان کی سیاسی جماعتوں میں انتہائی نچلی سطح یعنی یونین کونسل اور پولنگ اسٹیشن تک ایک جماعت بھی اپنا مضبوط نظم نہیں رکھتی۔ مرکزی، صوبائی اور ضلعی قیادتوں کے نیچے معاملہ ڈانگ ڈانواں ڈول ہے۔ عام انتخابات کے مواقعوں پر ہوتا یہ ہے کہ مالدار اور صاحب حیثیت امیدوار ذات، برادری، قوم، قبیلے کی آڑ میں گلی محلوں، گاؤں، گوٹھ کی سطح کے بااثر لوگوں کو خرید لیتے ہیں، یہ بااثر لوگ اپنے معمولی نوعیت کے مفادات کے عوض بک بھی جاتے ہیں اور ووٹرز کو ڈرا دھمکا کر یا ورغلا کر استعمال بھی کر لیتے ہیں۔ خوش قسمتی سے متوقع بلدیاتی انتخابات جماعتی ہیں اور اس بات کے متقاضی ہیں کہ سیاسی جماعتیں نظم اور نظریہ کی بنیاد پر کارکردگی دکھائیں۔

<u>بلدیاتی اداروں کے اختیارات</u>

<u>اور عہداروں کی ذمہ داریاں:</u>

انتخابات جلد ہوں یا بدیر ان میں سیاسی جماعتوں کی متوسط اور نچلی سطح کی قیادت کی کارکردگی کیا بنتی ہے؟ اس سے کہیں بڑھ کر اہم سوال یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں کو مالی اور انتظامی حوالے سے جو اختیارات اور وسائل مل رہے ہیں ان کا اختیار ایسے لوگوں کے پاس جائے جو خدا خوفی، انسان دوستی اور دیانتداری کے اوصاف کے حامل ہوں۔ کیونکہ اخلاق پیدائش اور اموات جیسے دینی اور حساس امور پر نااہل، بدکردار اور اقرباء پرور لوگوں کا قبضہ دینی اور اخلاقی لحاظ سے انتہائی نقصان دہ ہوگا۔ مزید یہ کہ ان بلدیاتی اداروں کو صحت، تعلیم اور خوراک کے شعبوں میں ایک بہت بڑا کردار دیا جا رہا ہے۔ یہی وہ شعبے ہیں جن میں سرمایہ کاری سے امریکہ، برطانیہ، یورپ اور اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں کے ذریعے سامراجی مفادات کا حامل ایجنڈا نافذ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ محب وطن حلقوں خصوصاً دیندار حضرات کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بلا جھجک اور بلا تامل آگے بڑھیں اور ہر ممکن ذرائع کو بروئے کار لا کر انسان دشمن، خائن اور نااہل لوگوں کا راستہ روکیں۔ خدا نخواستہ ایسا ہو کہ خواتین کے معاملات، نکاح و طلاق کے معاملات کے لئے عیاش اور اخلاق باختہ لوگوں کے روبرو پیش ہوں اور وہ ایسے احکامات دیتے رہیں جو بدکرداری اور بے راہروی کا باعث بنیں۔ (بشکریہ ماہنامہ الجمعیۃ راولپنڈی)

علماء کرام کے نام شیخ الاسلام حضرت مدنی علیہ الرحمہ کا پیغام

”مسلمانوں کی بہت سی مشکلات کا حل نیز خود اسلام کی ترقی اور اس کے بہت سے فرائض اور واجبات کی ادائیگی اجتماعی قوت اور محنت نظام پر موقوف ہے اور اس زمانہ انحطاط میں .... شدید ضرورت ہے کہ ان میں اجتماعیت اور نظام مکمل ہو .... اور مسلمانوں کا عموماً اور علماء اسلام کا خصوصاً اہم فریضہ ہے کہ وہ جاگیں اور تحفظ و بقا کی صورت عمل میں لائیں، اختلافات کو مٹائیں اور اجتماعی قوتوں کو بڑھا کر صحیح نظام پر گامزن رہیں ورنہ عنداللہ اور عندالناس سخت مواخذہ اور گرفت کے مستحق ہوں گے خود کو بھی برباد کریں گے اور قوم و ملت نیز دین و مذہب کی بربادی کا وبال بھی اپنے اوپر لیں گے۔ انہیں امور کو دیکھتے ہوئے بااعزت اور مخلص بزرگوں نے جمعیۃ علماء کی بنیاد رکھی تھی جو کہ اپنی ابتدا اور سالہا سال سے آج تک میدان عمل میں اپنی طاقت کے مطابق مخلصانہ سرگرمیاں چلی آرہی ہے مگر آج بہت سے عاقبت نااندیش مسلمان اور علماء کرام اس میں جدوجہد کرنے اور جمعیۃ کے نظام کو بڑھا کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو بالا کرنے سے جان چھڑاتے نظر آتے ہیں، یہ ان کی سخت غلطی ہے میں ان کو متنبہ کرتا ہوں اور زوردار لہجے میں آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی انفرادی اصلاحی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اجتماعی قوت زیادہ سے زیادہ عمل میں لائیں، ہرگز ہرگز اس میں غفلت اور کاہل انگاری کو روا نہ رکھیں ورنہ سخت خطرات سے دوچار ہوں گے اور اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ (ملک میں) جمعیۃ علماء کے نظام کو زیادہ مستحکم اور مضبوط بنائیں“

شیخ الاسلام نمبر، الجمعیۃ دہلی، انتخاب: مولانا محمد علی، صفدر ٹرسٹ لاہور